فون نمبر ۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

REGD No. L. 5254

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ

یوم شنبہ
۱۵ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ
فی پرچہ ۱۰

جلد ۴۷/۱۲ | ۲ ظہور ۱۳۳۷ ہش ۲ اگست ۱۹۵۸ء | نمبر ۱۷۹

حضرت سیدہ اُمّ ناصر صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے متعلق

ریڈیو پاکستان کی نشر کردہ اطلاع

لاہور ۳۱ جولائی - آج شام کو ۸ بجکر ۲۰ منٹ پر ریڈیو پاکستان لاہور نے حضرت سیدہ اُم ناصر صاحبہ مرحومہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی وفات کے متعلق حسب ذیل الفاظ میں خبر نشر کی

"جماعت احمدیہ کے امام جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پہلی اہلیہ سیدہ اُم ناصر کا آج مری میں انتقال ہو گیا۔ ان کی عمر ۶۷ سال تھی۔ نماز جنازہ کل صبح ربوہ میں ادا کی جائے گی۔"

بعد میں رات کو ۸ بجے ریڈیو پاکستان کراچی سے اردو اور انگریزی میں بھی یہی اطلاع نشر ہوئی۔

نمناک آنکھوں، غمزدہ قلوب اور پُرسوز دعاؤں کے درمیان

حضرت سیدہ اُمّ ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا کو سپردِ خاک کر دیا گیا

نمازِ جنازہ میں دُور و نزدیک سے آئے ہوئے ہزارہا احباب جماعت کی شرکت

ربوہ یکم اگست ۱۹۵۸ء - آج بروز جمعۃ المبارک صبح سوا آٹھ بجے ہزارہا احباب جماعت کی نمناک آنکھوں غمزدہ قلوب اور پُرسوز اجتماعی دعاؤں کے درمیان حرم اوّل سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ حضرت سیدہ اُمّ ناصر محمودہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نور اللہ مرقدھا کے قریب میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ آپ نے کل مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۵۸ء کو چھ بجے صبح مری میں وفات پائی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نمازِ جنازہ آج صبح سوا سات بجے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے پڑھائی۔ جس میں ربوہ مضافات اور دور و نزدیک مقامات سے آئے ہوئے ہزار احبابِ جماعت نے شرکت کی۔

مری سے جنازہ کی آمد

مورخہ ۳۰ جولائی کی رات کو مری سے حضرت سیدہ مرحومہ کی حالت کے بارہ میں تشویشناک اطلاع موصول ہونے پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور بعض دیگر افراد خاندان مورخہ ۳۱ جولائی کو صبح پونے ۶ بجے موٹر کاروں کے ذریعہ نخلہ سے مری تشریف لے گئے۔ حضور معہ قافلہ پونے ۹ بجے صبح راولپنڈی پہونچے۔ جہاں مری جانے والی سڑک پر جماعت احمدیہ راولپنڈی کے احباب اپنے امیر محترم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ کی قیادت میں پہلے سے حضور کے انتظار میں چشم براہ تھے۔ وہاں انہوں نے حضور کو یہ اندوہناک خبر سنائی کہ حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ صبح چھ بجے انتقال فرما گئی ہیں۔ راولپنڈی سے حضور سیدھے مری تشریف لے گئے۔ جہاں حضور ۱۱ بجے قبل دوپہر پہونچے۔ وہاں پہنچنے کے بعد حضور نے حضرت سیدہ مرحومہ کی تدفین کے بارہ میں بذریعہ فون ربوہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو ہدایات بھجوائیں۔ اور پھر مری میں ۱/۲ ۳ بجے بعد دوپہر حضور نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام حاضر افراد اور جماعت احمدیہ مری کے جملہ احباب شریک ہوئے۔ بعد ازاں حضور اور دیگر افراد خاندان جنازے کے ہمراہ جو ایک لاری میں رکھا گیا تھا۔ پونے چار بجے سہ پہر موٹر کاروں کے ذریعہ ربوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پونے چھ بجے شام قافلہ راولپنڈی پہونچا۔ یہاں دونوں لاریاں تبدیل کی گئیں۔ جو مری سے راولپنڈی تک کے لئے کرایہ پر لی گئی تھیں۔ جماعت احمدیہ راولپنڈی کے احباب نے لاریاں تبدیل کرنے اور دیگر انتظامات کے سلسلہ میں بڑی مستعدی سے کام کیا۔ اور خدمات بجالانے کی سعادت حاصل کی۔ ان انتظامات کی تکمیل کے بعد قافلہ راولپنڈی سے پونے سات بجے شام ربوہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور راستہ میں خوشاب اور سرگودھا وغیرہ ٹھہرتا ہوا ۳ بجے رات ربوہ پہنچا۔ راولپنڈی کے بعض دوستوں نے جماعت کے نمائندوں کی حیثیت سے قافلہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔

قافلہ کے انتظار میں اہل ربوہ ۱۰ بجے رات سے ہی پختہ سڑک پر لاریوں کے اڈہ کے قریب جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ چنانچہ ۳ بجے رات تک بہت سے احباب اڈہ پر موجود رہ کر دعاؤں میں مصروف رہے۔ جب قافلہ ربوہ پہونچا۔ تو اہل ربوہ اور دوسرے شہروں سے آئے ہوئے احباب سڑک سے لے کر قصر خلافت تک تنظیم کے ساتھ سڑک کے کنارے قطار وار کھڑے ہو کر اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کر رہے تھے۔ قافلہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کے علاوہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب۔ نواب محمد احمد خان صاحب اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض دیگر افراد خواتین و بچگان اور عملے کے ارکان پر مشتمل تھا۔ حضرت سیدہ مرحومہ کے فرزندوں میں سے صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب کراچی میں تھے اطلاع موصول ہونے پر وہ کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل بی

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲ اگست

عظیم صدمہ

حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات حسرت آیات تمام جماعت کے لئے بالعموم اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بالخصوص ایک عظیم صدمہ ہے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد آپ کا وجود باجود قوم کے لئے ایک بہت بڑا سہارا تھا۔ آپ کے اوصاف حمیدہ کی یاد احمدی خواتین کے دلوں سے کبھی نہیں نکل سکے گی۔ اور جو بہن بھی سنے گی۔ کہ آج ان کی دلی ہمدرد اور بہترین مصلاح کار دنیا سے کوچ کر گئی ہیں۔ وہ یقیناً تڑپ اٹھے گی۔ آپ نہ صرف اپنے لائق اور ہونہار بچوں کی شفیق ماں تھیں۔ بلکہ ساری قوم کے بچوں کی حقیقی معنوں میں "مادرِ مہربان" تھیں:۔

آپ صبر اور ہمت کا ایک قابل تقلید نمونہ تھیں۔ اور آپ جس طرح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی سب سے پہلی رفیقہ حیات تھیں۔ اسی طرح آپ ہی کا وہ وجود ہے جس نے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد سلمہ اللہ صاحبزادہ میاں مبارک احمد سلمہ اللہ اور صاحبزادہ میاں منور احمد سلمہ اللہ جیسے فرزندان ارجمند قوم کو عطا کئے۔ جو اپنے بچپن کے زمانوں سے ہی قوم کی بہترین خدمات بجا لا رہے ہیں۔

بے شک جماعت کو آپ کی وفات سے بہت بڑا صدمہ پہنچا ہے لیکن اس تمام صدمہ کا ہر طرح سے مرکز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔ جن کی زندگی میں آپ سب سے پہلے داخل ہوئیں۔ اور اپنی وفات تک بہترین رفیقہ بنی رہیں:۔

دائمی اور پائیدار علاج

جہاں تک ہم قیاس سے اندازہ کر سکتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ سنی علمائے کرام کی کانفرنس جو مغربی پاکستان کے وزیر اعلےٰ جناب مظفر علی قزلباش کی تحریک پر لاہور میں منعقد ہوئی تھی۔ اپنے فوری مقصد میں کامیاب ہوئی ہے۔ اور تا حال کسی طرف سے خبر نہیں آئی۔ کہ عاشورہ میں دونوں فریقوں میں کوئی خراش پیدا ہوئی ہو۔ یہ نہایت ہی خوشی کی بات ہے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ جو متفقہ اپیل علمائے کرام نے شائع کی تھی اس کا اثر دیرپا ثابت ہوگا اور دونوں فریقوں میں پرامن فضا جس کا مظاہرہ کیا گیا ہے ہمیشہ تک کے لئے قائم ہو جائے گی۔ اور آئندہ اس سرزمین پر عقائد کے اختلافات کی بناء پر تلخ واقعات ظہور پذیر نہ ہوں گے:۔

ملک میں ایسی پرامن فضا قائم کرنے اور اس کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے اس مسئلہ کے دونوں پہلوؤں کے متعلق تصفیہ پیش نظر ہونے چاہئیں۔ اول یہ کہ کوئی فریق دوسرے فریق کی دلآزاری نہ کرے۔ دوم یہ کہ کوئی فریق دوسرے کے جائز حق اشاعت و تبلیغ کو کھینچ تان کر اپنی دلآزاری کا ذریعہ قرار نہ دے دوسرے لفظوں میں ایک پہلو تو یہ ہے کہ شیعہ اور سنی کوئی فریق ایک دوسرے کے بزرگوں کے متعلق سخت اور دلآزارانہ الفاظ نہ کہے۔ اور نہ کوئی ایسی حرکت کرے جس سے دوسرے کی دلآزاری ہوتی ہو۔ اور دوسرا پہلو یہ ہے۔ کہ کوئی فریق خواہ مخواہ ہر بات کو اپنی دلآزاری بنانے کی کوشش نہ کرے. اصول یہ ہے کہ شیعوں کو خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق کوئی دلآزار کلمہ استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر وہ اپنا کوئی عقیدہ نرم اور مدلل الفاظ میں بیان کریں خواہ وہ سنیوں کے عقائد کے کتنا ہی خلاف ہو۔ ایسے اظہار عقیدہ کو نہیں چاہیئے کہ سنی خواہ مخواہ اپنی دلآزاری پر محمول کریں۔ انہیں کشادہ دلی سے دوسرے فریق کو اپنے عقیدے کے اظہار کا موقعہ دینا چاہیئے۔ مثلاً بلا فصل خلافت کا مسئلہ ہے۔ اب ایک پختہ عقیدہ شیعہ کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیا جائے۔ وہ کبھی یہ عقیدہ نہیں چھوڑ سکتا۔ کہ خلافت دراصل حضرت علی کا حق تھا۔ اور امامت بھی۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور کوئی شخص انتخاب سے خلیفہ نہیں بن سکتا۔ ہم کہتے ہیں کہ چلو یہ عقیدہ سخت غلط اور قرآن و سنت کے منافی مان لو۔ لیکن آپ کسی کو ایسا عقیدہ رکھنے سے نہ فوجی اور نہ قانونی جبر سے روک سکتے ہیں اگر آپ ایسا کریں گے۔ تو ملک میں فساد فی الارض کی بنیاد کو محکم کریں گے عقیدہ ایک ایسی چیز ہے۔ جو انسان کو جان سے بلکہ عزت سے بھی زیادہ عزیز و محبوب ہوتا ہے۔ اور ایک آدمی مر تو مر جاتا ہے۔ لیکن عقیدہ نہیں چھوڑتا۔ اور اگر جبر سے بظاہر چھوڑتا بھی ہے تو دل سے نہیں چھوڑتا۔ اور یہی بات زیادہ خطرناک بھی ہوتی ہے۔ دل ہی دل میں کوہ آتش فشاں سلگتا رہتا ہے. اور جب موقعہ پاتا ہے پھوٹ پڑتا ہے۔ اور سب کچھ جھلس کے رکھ دیتا ہے:۔

دوسری طرف سنیوں کو بھی یہ پورا پورا حق ہے کہ اپنے عقیدہ کا اظہار متانت اور سنجیدگی سے بغیر دلآزارانہ انداز اختیار کرنے علی الاعلان کریں۔ اور شیعوں کے عقیدہ کی غلطی بتائیں اور شیعوں کو کوئی حق نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ ایسے اظہار عقیدہ پر خواہ مخواہ ناراض ہوں۔ انہیں بھی کشادہ دلی کے ساتھ صبر و تحمل کا اظہار کرنا چاہیئے حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اس قدر متضاد عقائد موجود ہیں کہ اگر انسان صبر و تحمل سے اپنے عقائد کے خلاف سننے کی تاب نہ رکھے۔ تو تمام دنیا فساد فی الارض کا گہوارہ بن جائے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ مداہنت نہیں ہے۔ اور نہ بزدلی ہے بلکہ یہ نہایت شریفانہ فعل ہے۔ کہ اپنے عقائد کے خلاف انسان سننے کا حوصلہ رکھے۔ یہی نہیں کہ اس طرح دنیا میں امن کی فضا قائم ہوتی ہے۔ بلکہ اس طرح انسان کی ذہنی قابلیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور دینی تصورات میں ترقی اور وسعت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ آج مغربی ممالک اسی خوبی کی وجہ سے تہذیب و تمدن میں عملی ترقی کر رہے ہیں۔ وہاں کسی کو روکا نہیں جاتا۔ بلکہ ہر ایک کو موقعہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ دل کھول کر اپنے شکوک و شبہات اور اپنے مسلمات بیان کر ڈالے۔ وہ ممالک جہاں اظہار خیال اور آزادی ضمیر پر قدغن لگائے جاتے ہیں عملاً پسماندہ رہتے ہیں اور کوئی ترقی نہیں کر رہے۔

یو این او نے انسانی حقوق کی جو کمیٹی بنائی ہے اس کا یہی مقصد ہے۔ اور ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس معاملہ میں جو عظیم الشان اصول اسلام نے پیش کیا ہے۔ مہذب اقوام کی یہ انجمن بھی اس معیار پر ابھی نہیں پہنچ سکی۔ ذیل میں ہم فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کے فاضل ججوں کی رائے جو انہوں نے اپنی رپورٹ میں نہایت فاضلانہ انداز میں ظاہر کی ہے نقل کرتے ہیں۔ فاضل جج صاحبان لکھتے ہیں:۔

"سورۂ کافرون صرف تیس الفاظ پر مشتمل ہے۔ اس میں کوئی آیت چھ الفاظ سے زیادہ کی نہیں۔ اس سورۃ میں وہ بنیادی خصوصیت واضح کی گئی ہے۔ جو کردار انسانی میں ابتدائے آفرینش سے موجود ہے۔ اور لا اکراہ والی آیت میں جس کا متعلقہ حصہ صرف نو الفاظ پر مشتمل ہے۔ ذہن انسانی کی

(باقی دیکھیں صٓ پر)

چندوں کے متعلق مقامی عہدداروں کی ذمہ واریاں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے بعض اہم ارشادات

(از مکرم میاں محمد عبد الحق صاحب رامہ ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

(قسط نمبر ۲)

۶- وہ مخصوص ہدایات بیان کرنے سے پہلے جو (؟) جن پر عمل کرنے سے دو چار سال میں ہمارا بجٹ پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ تک پہنچ سکتا ہے۔ خاکسار یہ گذارش کرنا چاہتا ہے کہ کسی بھی اہم جماعتی کام میں جلد کامیابی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس جماعت کے تمام افراد ایک ہی سمت میں زور لگائیں۔ اگر کچھ لوگ ایک سمت میں زور لگا رہے ہیں اور دوسرے لوگ اس کے اُلٹ زور لگانا شروع کر دیں تو ظاہر ہے کہ ایسی جماعت کبھی اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتی اگر اُلٹا زور لگانے والوں کی تعداد کم ہو تب بھی اس جماعت کا قدم اس تیزی سے نہیں اُٹھے گا جیسا کہ تمام احباب کے ایک ہی سمت میں زور لگانے سے اُٹھ سکتا تھا۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اُلٹ زور لگانے والے شرارت اور بدنیتی سے ایسا کرتے ہیں یا لاعلمی یا سادگی یا غلط جوش کی وجہ سے یہ طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں۔ وجہ کچھ بھی ہو نتیجہ ایک ہی ہوتا ہے۔ کہ جو قوم اتفاق اور یکجہتی سے کام نہیں لیتی وہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سے محروم رہ جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اسی قوم کو پسند کرتا ہے جس کے تمام افراد اللہ کی راہ میں جہاد کرتے وقت ایک ہی سمت میں زور لگائیں اور سب کے سب پوری قوت سے زور لگائیں اور مخالفتوں اور مشکلات کے طوفانوں میں کسی ایک کا قدم بھی ڈگمگانے نہ پائے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (صف رکوع ۱) ترجمہ:- اللہ تعالےٰ تو اُن لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے رستہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ ایک دیوار ہیں جس کی مضبوطی کیلئے اس پر سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا ہو۔ (تفسیر صغیر)

۷- کسی جہاد کے موقعہ پر خواہ وہ جہاد مسلسل اور متواتر جاری ہو۔ جیسے جماعت کا اندرونی انتظام اور تعلیم و تربیت یا عام تبلیغِ اسلام۔ یا کسی خاص موقعہ پر غیر معمولی جد و جہد کی ضرورت ہو۔ جیسے ملکانوں کو ارتداد سے بچانے کی کوشش تھی یا تقسیم ملک کے وقت مسلمانوں کی حفاظت کی ضرورت تھی۔ ہر موقعہ پر اس بات کا فیصلہ کرنا کہ مومنوں سے کتنی قربانی کا مطالبہ کیا جائے اس زمانہ کے مامور یا اس کے خلیفہ کا کام ہے یا اس شخص کا کام ہے جسے اس جہاد کے لئے امیر یعنی سردار مقرر کیا جائے بے شک جب مشورہ طلب کیا جائے تو ہر مومن کا فرض ہے کہ اپنے تجربہ اور اپنی سمجھ کے مطابق بے دھڑک اپنا مشورہ پیش کرے۔ لیکن جب مامور یا اس کا خلیفہ یا اس کا مقرر کردہ امیر مشورہ کرنے کے بعد۔ یا کسی وقت مشورہ حاصل کرنے کے بغیر ایک فیصلہ کر دے تو پھر بلا چون و چرا اور پورے ذوق و شوق سے اس فیصلہ کی تعمیل اور تکمیل میں حصہ لینا ہر مومن کا فرض ہے خواہ وہ فیصلہ اس کی اپنی رائے کے عین مخالف ہو۔ جو شخص عمل کے وقت حجت بازی شروع کر دے اس کا اطاعت اور فرمانبرداری کا دعویٰ بے معنی ہے۔ وہ اپنے نفس کو تو دھوکا دے سکتا ہے کہ اس طرح وہ قوم کو صحیح راستہ پر لگانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن کسی مومن اور سمجھدار شخص کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ میدانِ جہاد کو مجلس مشاورت میں تبدیل کرنے کی کوشش غداری ہی کہلائے گی۔ خواہ وہ کوشش شرارت پر مبنی ہو یا سادگی اور نادانی پر۔

۸- محض اطاعت کرنا بھی کافی نہیں۔ مومنوں کی اطاعت میں ایک جوش اور ایک والہیت ہوتی ہے۔ خصوصاً جب مامور یا اس کا جانشین کوئی آواز اٹھائے تو اُسے بڑی اہمیت دینا لازم ہے۔ جس طرح تم ایک دوسرے کے پکارنے پر توجہ کرتے ہو اس سے بہت بڑھ چڑھ کر اللہ تعالےٰ کے فرستادوں کے بلاوے پر کان دھرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ نے سورہ نور رکوع ۹ میں فرمایا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْکُمْ لِوَاذًا فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖٓ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ ترجمہ:- (اے مومنو!) یہ نہ سمجھو کہ رسول کا تم میں سے کسی کو بلانا ایسا ہی ہے جیسا کہ تم میں سے بعض کا بعض کو بُلانا۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو جانتا ہے جو کہ تم میں سے پہلو بچا کر بھاگ جاتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ جو اس (رسول) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اس سے ڈریں کہ ان کو خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی آفت نہ پہنچ جائے۔ یا ان کو دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔ (تفسیر صغیر)

خوددار اور سمجھ بوجھ رکھنے والی قوموں کے افراد کسی ایسے کام میں ہاتھ بٹانے کے لئے جس میں تمام قوم کی بھلائی مقصود ہو یا کسی ایسے موقعہ پر جہاں عمومی نقصان کا خدشہ ہو ایک دوسرے کو مشترکہ جد و جہد کی خاطر پکارتے ہیں۔ اور اس آواز پر لوگ جوق در جوق کھچے آتے ہیں۔ جتنی جتنی کوئی قوم ہوشیار اور بیدار ہو اتنی ہی فدائیت اور تندہی کے ساتھ اس کے افراد ایسے کاموں میں حصہ لینے کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! جب میرا یہ رسول تمہیں کسی نیکی کام کے لئے بُلائے تو تم اس کی آواز کو ایسا مت سمجھو جیسا تم خود ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ بلکہ تم اس کی تحریک پر ایسا شاندار نمونہ پیش کرو جس کی نظیر کہیں نہ ملتی ہو۔ اللہ تعالےٰ ہزاروں ہزار برکتیں نازل کرے اُن پاک روحوں پر جو اس ارشادِ خداوندی کے اوّلین مخاطب تھے۔ انہوں نے ایسے موقعوں پر ایثار اور قربانی کا وہ اعلیٰ نظارہ پیش کیا جسے دیکھنے کا خود زمین و آسمان کا مالک آرزومند تھا۔ (اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ ... الخ) اے جماعت احمدیہ کے سرفروشو! جو آخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے دعویدار ہو۔ اب تمہاری باری ہے۔

۹- یاد رکھئے کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے فائدہ کے لئے ہی تمہیں دعوتِ عمل دیتے ہیں۔ فرمایا۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ (انفال رکوع ۳) اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی بات سنو جب وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکاریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جب وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکاریں تو ان کی بات سنو ورنہ نہ سنو۔

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ کا خوف کس میں ہے؟

"اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ موردِ غضب الٰہی ہوگا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا۔ بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسلئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے۔ تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے۔ وہ پرواہ نہیں کرتا۔ بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی۔ ہر طرح فتح کی امید تھی۔ لیکن پھر بھی آنحضرت صلعم رو رو کر دُعا مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورتِ الحاح کیا ہے؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ وہ ذات غنی ہے۔ یعنی ممکن ہے کہ وعدہ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔"

(ملفوظات صفحہ ...)

نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اور اس کا رسول ہمیشہ تمہیں ایسی قربانیوں کے لئے ہی بلاتے ہیں۔ جو تمہاری مردہ قوتوں کو نئی زندگی بہم پہنچائیں گی۔ اور تمہاری پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرینگی اور تم ایک قابل رشک زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ پس رسول کی سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ اس میں تمہاری ہی بھلائی ہے۔ تم ہی اس کے محتاج ہو اللہ تعالیٰ تو غنی ہے فرمایا۔ یایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ ج واللہ ھو الغنی الحمید ○ ان یشأ یذھبکم ویأت بخلق جدید ○ وما ذالک علی اللہ بعزیز ○ (فاطر ع۔۳) ترجمہ:۔ اے لوگو تم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں بلکہ سب تعریفوں کا مالک ہے (یعنی دوسروں کی حاجتیں پوری کرتا ہے) اگر وہ چاہے تو تم سب کو تباہ کر دے اور ایک نئی مخلوق پیدا کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ پر یہ بات ہرگز دشوار نہیں۔ (تفسیر صغیر) پس تم کبھی اس وہم میں مبتلا نہ ہو جانا کہ دنیا میں اپنی تقدیر جاری کرنے کے لئے اللہ تمہارا محتاج ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ تم ہی ہر لحاظ سے اس کے محتاج ہو۔ پس یہ بات کبھی نہ بھولئے کہ کسی مامور کو شناخت کرنے کی توفیق پانا اور اس کے ماتحت خدمت دین کا کوئی موقعہ میسر ہونا تمہارے لئے ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ج وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین (ال عمران ع۔۱۲) ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جو انہیں اس کے نشان پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے یقیناً ان پر احسان کیا ہے اور وہ (اس سے) پہلے یقیناً کھلی (کھلی) گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ (تفسیر صغیر) پس کبھی ایسا طرز عمل اختیار نہ کرو جس سے یہ شبہ بھی پیدا ہو سکے کہ گویا سلسلہ کا کام کر کے تم سلسلہ پر کوئی احسان کر رہے ہو کیونکہ سلسلہ کی حافظ و ناصر تو خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اگر تم اپنے وعدوں سے پھر جاؤ اور دین کی خدمت سے منہ موڑ لو۔ تو اللہ تعالیٰ ایک

اور قوم کھڑی کر دے گا۔ فرمایا:۔

ھا انتم ھٰؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ ج۔ فمنکم من یبخل ج ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ واللہ الغنی وانتم الفقراء ج وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم ○ (محمد ع۔۴)

ترجمہ:۔ سنو! تم وہ لوگ ہو۔ جن کو اس لئے بلایا جاتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں (جان اور مال۔ ناقل) خرچ کرو اور تم میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو بخل سے کام لیتے ہیں اور جو بھی بخل سے کام لے وہ اپنی جان ہی کے متعلق بخل سے کام لیتا ہے (یعنی اپنی جان ہی کو ثواب سے محروم رکھتا ہے) ورنہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور تم ہی محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہاری جگہ ایک اور قوم کو بدل کر لے آئے گا۔ اور وہ تمہاری طرح سستی کرنے والے نہیں ہوں گے۔ (تفسیر صغیر)

پس معلوم ہوا کہ تمہیں دین کی خدمت کا جو موقعہ دیا گیا ہے۔ وہ محض اور محض تمہارے فائدے کی خاطر ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو قرآن مجید میں بار بار۔ بار بار اور مختلف رنگوں میں دہرا دہرا کر بیان فرمایا ہے۔ یہاں صرف چند آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔ فرمایا۔

ومن تزکیٰ فانما یتزکیٰ لنفسہ (فاطر ع۔۳) اور جو شخص پاک ہوتا ہے وہ صرف اپنی جان کے فائدہ کے لئے پاک ہوتا ہے فمن اھتدیٰ فانما یھتدی لنفسہ ط (یونس ع۔۱۱) پس اب جو کوئی (اس کی بتائی ہوئی) ہدایت کو اختیار کرے تو وہ اپنی جان ہی کے فائدہ کے لئے ہدایت اختیار کرتا ہے۔ ان احسنتم احسنتم لانفسکم قف (بنی اسرائیل ع۔۱) (سنو) اگر تم نیکوکار ہو گے تو نیکوکار بن کر اپنی جانوں کو ہی فائدہ پہنچاؤ گے۔

ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ ان اللہ غنی عن العالمین ○ (عنکبوت ع۔۱) اور جو شخص خدا (تعالیٰ) کے لئے کوشش کرتا ہے۔ درحقیقت وہ اپنی جان ہی کے لئے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا ط وما ربک بظلام للعبید (حٰم سجدہ ع۔۶) جو شخص ایمان کے مطابق عمل کرے تو اس کا فائدہ اس کی اپنی جان کو پہنچتا ہے۔ اور جو بد اعمالی کرے اس کا عذاب بھی اسی پر نازل ہوتا ہے اور تیرا رب اپنے بندوں پر کوئی ظلم نہیں کرتا۔

چندوں کے متعلق حضور کی ہدایات

۱۰۔ اب چندوں کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وہ ہدایات درج کی جاتی ہیں جن پر عمل کرنے سے صدر انجمن احمدیہ کی آمد آج پچیس لاکھ روپے سے بڑھ سکتی ہے اور دو چار سال کے عرصہ میں صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ بجٹ پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ ہدایات حضور نے مجلس مشاورت ۱۹۳۲ء کے موقع پر ارشاد فرمائی تھیں۔ اسلئے انہیں جماعت احمدیہ کے متفقہ فیصلے سمجھنا چاہیئے۔ اس مضمون میں صرف تین اصولی ہدایات کا ذکر کیا جائیگا۔ جن سے باقی تمام تفصیلی ہدایات کی طرف رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ آیا ہمیں احباب جماعت کو بالکل آزاد چھوڑ دینا چاہیئے۔ کہ جو کچھ وہ دیں قبول کر لیا جائے۔ اور اس طرح جتنی رقم وصول ہو۔ اسی میں تمام اخراجات پورے کئے جائیں یا جماعت کو اپنی قربانی کے لئے ابھارتے رہنا چاہیئے۔ جس کے ذریعہ وہ تمام اخراجات پورے ہوتے رہیں جن کی وقتاً فوقتاً جماعتی کاموں کی تکمیل کے لئے ضرورت ہو۔ حضور فرماتے ہیں:

"یہ کہنا کہ اخراجات زیادہ ہیں۔ جس قدر آمدنی ہو سکتی ہے اسی میں پورے کرنے چاہئیں۔ یہ ان قوموں کا اصول ہے جو یہ کہتی ہیں کہ ہمیں زندہ رہنا ہے۔ زندہ رہنے کی خاطر۔ لیکن جس قوم کا یہ دعوے ہو کہ اسے مرنا ہے۔ دنیا کو زندگی دینے کے لئے اس کی طرف سے یہ نہیں کہا جا سکتا اس کی طرف سے صرف یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا کو زندہ رکھنے کے لئے فلاں کام کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اگر ضرورت ہے یا نہیں اگر ضرورت ہے تو وہ قوم یہ نہیں کہہ سکتی۔ کہ اس کام کو کرتے ہوئے۔ چونکہ ہمیں مرنا پڑتا ہے اسلئے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ پس دنیا کی کونسلوں میں آمد و خرچ کے متعلق جو دلائل دئے جاتے ہیں۔ وہ یہاں نہیں چل سکتے ان کی حکومتوں کے قیام کا باعث اور ہے۔ اور ہمارے سلسلہ کے قیام کا باعث اور۔ ہمیں ان اصطلاحات میں باتیں کرنی چاہئیں جن کو قائم کرنے کے لئے ہم کھڑے ہوئے ہیں۔

طاقت کیمطابق کام کرنیکا مطلب

بے شک خدا تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق کام کرو۔ مگر طاقت کی تعریف وہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے کی ہے۔ نہ کہ وہ جو ہم قربانی سے بچنے کے لئے خود کریں۔ بے شک خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ مگر اس کی تعریف کیا کی ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ کہتا ہوا مدینہ کے چند بے سر و سامان انسانوں کو بدر کے میدان میں لے جاتا ہے۔ جہاں دشمن کی طاقت ان کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔ اتنی زیادہ کہ مسلمانوں کی طاقت کو اس کے مقابلہ میں کوئی نسبت بھی نہ تھی اس وقت جنہوں نے کہا کہ اس جنگ میں شرکت تو صریحاً موت ہے ان کو منافق قرار دیا گیا اور اسلام کا دشمن ٹھہرایا گیا پس اگر لا یکلف اللہ کے یہ معنی ہیں کہ خدا کی راہ میں مرنے سے بچو تو جنگ بدر میں نہ جانے والے منافق نہیں بلکہ مومن سمجھے جائیں گے۔ مگر خدا تعالیٰ نے انہیں منافق قرار دیا غرض خدا تعالیٰ نے بے شک یہ فرمایا ہے کہ اپنی طاقت کا خیال رکھو۔ مگر اسی حد کے اندر جو خدا تعالیٰ نے مقرر کی ہے۔ نہ وہ جو تمہارے نفسوں کی موٹائی نے قرار دی ہے"

۱۱۔ یہ وہ نکتہ ہے جس کو ذہن نشین کرنے کے بغیر کوئی جماعت کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔ سوائے اس کے کہ اس کا مقصد نہایت ہی حقیر اور ادنیٰ قسم کا ہو۔ مومنوں کے لئے چندوں کی حد بندی یہ ہے کہ ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ ط یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون قف وعداً علیہ حقاً فی التورٰۃ والانجیل والقراٰن ط ومن اوفیٰ بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ ط وذالک ھو الفوز العظیم ○ (توبہ ع۔۱۴)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو (اس وعدہ کے ساتھ) خرید لیا ہے۔ کہ ان کو جنت ملے گا۔ (کیونکہ) وہ اللہ تعالیٰ کے رستہ میں لڑنے والے ہیں پس (یا تو وہ) اپنے دشمنوں کو مار دیتے ہیں یا خود مارے جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا وعدہ ہے جو اس پر یعنی خدا تعالیٰ پر) لازم ہے اور تورات اور انجیل (میں بھی بیان کیا گیا ہے) اور قرآن میں (بھی) اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا کون ہے۔ پس (اے مومنو!) اپنے اس سودے پر خوش ہو جاؤ۔ (تم نے کیا ہے۔ اور یہی وہ بڑی کامیابی ہے (جس کا مومنوں کو وعدہ دیا گیا ہے (تفسیر صغیر) (باقی)

حضرت مسیح علیہ السّلام کی آمد ثانی اور بائیبل

(از مکرم اسد اللہ صاحب ظفر چک ۴۳ جنوبی سرگودھا)

انبیاء کی بعثت صداقت کی تخم ریزی کے لئے ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے ہی زمانے میں کامل ترقی کو دیکھیں۔ بہت سے انبیاء ایسے گذرے ہیں جن پر ان کے زمانہ میں بہت تھوڑے سے لوگ ایمان لائے ہاں یہ ضرور ہے کہ آخر غالب خدا تعالےٰ کے ماموریں و مرسلین ہی ہوتے ہیں۔ اور روحانی غلبہ تو ماموریں کی بعثت کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے جسے بائیبل کی اصطلاح میں خدا کی بادشاہت۔ آسمانی بادشاہت۔ روحانی بادشاہت کہا گیا ہے انجیل متی باب ۱۳ میں بہت سی تمثیلوں سے اس مضمون کو واضح کیا گیا ہے کہ آخری دنوں یعنی مسیح کی آمد ثانی کے وقت بھی ایسا ہی ہوگا۔

تمثیل نمبر ۱ "دیکھو ایک بونے والا نکلا اور بوتے وقت کچھ دانے راہ کے کنارے گرے اور پرندوں نے آکر انہیں چگ لیا اور کچھ پتھریلی زمین پر گرے جہاں ان کو بہت مٹی نہ مل سکی اور گہری مٹی نہ ملنے کے سبب جلد اُگ آئے اور جب سورج نکلا تو جل گئے اور جڑ نہ ہونے کے سبب سے سوکھ گئے اور کچھ جھاڑیوں میں گرے اور جھاڑیوں نے بڑھ کر انہیں دبا لیا۔ اور کچھ اچھی زمین میں گرے اور پھل لائے کچھ سو گنا اور کچھ ساٹھ گنا کچھ تیس گنا۔ جس کے کان ہوں وہ سُن لے۔"

(متی ۱۳/۳ تا ۹)

مسیح کے شاگرد یعنی ماننے والے ان رازوں سے واقف ہوں گے۔ کیونکہ ان کو آسمان کی بادشاہی کے بھیدوں کی سمجھ دی جائے گی متی ۱۳/۱۱ ہاں اندھا دھند مخالفت کرنے والی قومیں خواہ وہ بگڑی ہوئی عیسائیت ہو یا کوئی اور قوم وہ ان رازوں کو نہیں پا سکیں گے۔ چنانچہ بحوالہ یسعیاہ متی ۱۳/۱۴ تا ۱۵ لکھا ہے کہ تم کانوں سے سنوگے پر ہرگز نہ سمجھوگے۔ اور آنکھوں سے دیکھوگے پر ہرگز معلوم نہ کر سکوگے۔ کیونکہ اس امت کے دل پر چربی چھا گئی ہے اور وہ کانوں سے اونچا سنتے ہیں اور انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ آنکھوں سے معلوم کریں اور کانوں سے سنیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لائیں اور میں ان کو شفا بخشوں۔"

لیکن وہ مبارک ہوں گے جن کو ایمان کی نعمت نصیب ہوگی۔ کیونکہ ان کے حق میں کہا گیا ہے۔

"مبارک ہیں تمہاری آنکھیں اس لئے کہ وہ دیکھتی ہیں اور تمہارے کان اس لئے کہ وہ سنتے ہیں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور راستبازوں کو آرزو تھی کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو دیکھیں۔ مگر نہ دیکھا اور جو باتیں تم سنتے ہو سنیں مگر نہ سنیں۔"

(متی ۱۳/۱۶ تا ۱۷)

یعنی وہ ایسا مبارک و باعظمت زمانہ ہوگا کہ بہت سے نبیوں کو اس کے دیکھنے کی تمنا رہی اور بونے والے کی تمثیل کا مطلب سنیئے۔

"جب کوئی بادشاہی کا کلام سنتا ہے اور سمجھتا نہیں تو جو اس کے دل میں بویا گیا تھا اسے وہ شریر آکر چھین لے جاتا ہے یہ وہ ہے جو راہ کے کنارے بویا گیا تھا۔ اور جو پتھریلی زمین میں بویا گیا یہ وہ ہے جو کلام کو سنتا ہے اور اسے فی الفور خوشی سے قبول کر لیتا ہے لیکن اپنے اندر جڑ نہیں رکھتا بلکہ چند روزہ ہے اور جب کلام کے سبب سے مصیبت یا ظلم برپا ہوتا ہے تو فی الفور ٹھوکر کھاتا ہے اور جو جھاڑیوں میں بویا گیا یہ وہ ہے جو کلام کو سنتا ہے اور دنیا کی فکر اور دولت کے فریب اس کلام کو دبا دیتا ہے اور وہ بے پھل رہ جاتا ہے۔ اور جو اچھی زمین میں بویا گیا یہ وہ ہے جو کلام کو سنتا اور سمجھتا ہے اور پھل بھی لاتا ہے۔ کوئی سو گنا پھلتا ہے۔ کوئی ساٹھ گنا۔ کوئی تیس گنا۔"

(متی ۱۳/۱۸ تا ۲۳)

تمثیل نمبر ۲۔ "اس نے ایک اور تمثیل ان کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس آدمی کی مانند ہے جس نے اپنے کھیت میں اچھا بیج بویا مگر لوگوں کے سوتے میں اس کا دشمن آیا اور گیہوں میں کڑوے دانے بھی بو گیا۔ پس جب پتیاں نکلیں اور بالیں آئیں تو وہ کڑوے دانے دکھائی دیئے۔ نوکروں نے آکر گھر کے مالک سے کہا۔ اے خداوند کیا تو نے اپنے کھیت میں اچھا بیج نہ بویا تھا اس میں کڑوے دانے کہاں سے آ گئے۔ اس نے ان سے کہا یہ کسی دشمن کا کام ہے۔ نوکروں نے اس سے کہا تو کیا تو چاہتا ہے کہ ہم جا کر ان کو جمع کریں اس نے کہا نہیں ایسا نہ ہو کہ کڑوے دانے جمع کرنے میں تم ان کے ساتھ گیہوں بھی اکھاڑ لو کٹائی تک دونوں کو اکٹھا بڑھنے دو اور کٹائی کے وقت میں کاٹنے والوں سے کہہ دوں گا کہ پہلے کڑوے دانے جمع کر لو اور جلانے کے لئے ان کے گٹھے باندھ لو اور گیہوں میرے کھتے میں جمع کر دو۔"

(متی ۱۳/۲۴ تا ۳۰)

اس سے ظاہر ہے کہ امتحان کے وقت منافق علیحدہ ہو جاتے ہیں وہ مصائب کی تاب نہیں لا سکتے۔

تمثیل نمبر ۳ — "اس نے ایک اور تمثیل ان کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہت اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔"

(متی ۱۳/۳۱ تا ۳۲)

یعنی روحانیت کا درخت آہستہ آہستہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

تمثیل نمبر ۴:۔ "اس نے ایک تمثیل ان کو سنائی کہ آسمان کی بادشاہی اس خمیر کی مانند ہے جسے کسی عورت نے لے کر تین پیمانہ آٹے میں ملا دیا اور وہ ہوتے ہوتے سب خمیر ہو گیا۔ (متی ۱۳/۳۳)

اس کا بھی مطلب یہی ہے کہ صداقت غالب ہو کر رہتی ہے۔

کڑوے دانوں کی اور وضاحت سنیئے:

"مسیح نے جواب میں کہا کہ اچھے بیج کا بونے والا ابن آدم ہے۔ اور کھیت دنیا ہے اور اچھا بیج بادشاہی کے فرزند اور کڑوے دانے اس شریر کے فرزند ہیں۔ جس دشمن نے ان کو بویا وہ ابلیس ہے۔ اور کٹائی دنیا کا آخر ہے اور کاٹنے والے فرشتے ہیں۔ پس جیسے کڑوے دانے جمع کئے جاتے اور آگ میں جلائے جاتے ہیں۔ ویسے ہی دنیا کے آخر میں ہوگا۔ ابن آدم اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ سب ٹھوکر کھلانے والوں۔ چیزوں اور بدکاروں کو اس کی بادشاہی میں سے جمع کریں گے اور ان کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیں گے۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ اس وقت راستباز اپنے باپ کی بادشاہی میں آفتاب کی مانند چمکیں گے۔ جس کے کان ہوں وہ سنے۔" (متی ۱۳/۳۶ تا ۴۳)

تمثیل نمبر ۵۔ "پھر آسمان کی بادشاہی اس سوداگر کی مانند ہے جو عمدہ موتیوں کی تلاش میں تھا۔ اسے بیش قیمت موتی ملا۔ اس نے جا کر جو کچھ اس کا تھا سب بیچ ڈالا اور اسے مول لے لیا۔" (متی ۱۳/۴۵ تا ۴۶)

تمثیل نمبر ۶: "آسمان کی بادشاہی کھیت میں چھپے خزانہ کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے پاکر چھپا دیا اور خوشی کے مارے جا کر جو کچھ اس کا تھا بیچ ڈالا اور اس کھیت کو مول لے لیا۔" (متی ۱۳/۴۴)

اس زمانہ کی عظمت کو ایک ایسے خزانہ سے تشبیہہ دی گئی ہے جسے چاہیئے کہ خریدنے والا اپنے سب کچھ بیچ کر اسے ہر قیمت پر مول لے لے۔ تمثیل نمبر ۵ میں بھی اس عظمت کو سمجھایا گیا ہے۔

تمثیل نمبر ۷ "پھر آسمان کی بادشاہی بڑے جال کی مانند ہے جو دریا میں ڈالا گیا۔ اور اس نے ہر قسم کی مچھلیاں سمیٹ لیں اور جب بھر گیا تو اسے کنارے پر کھینچ لائے اور بیٹھ کر اچھی اچھی تو برتنوں میں جمع کر لیں اور جو خراب تھیں پھینک دیں۔ دنیا کے آخر میں ایسا ہی ہوگا۔ فرشتے نکلیں گے اور شریروں کو راستبازوں سے جدا کریں گے اور ان کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیں گے وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔"

(متی ۱۳/۴۷ تا ۵۰)

اس کے بعد متی ۱۳/۵۱ تا ۵۲ میں ہے اس نے ان سے کہا اس لئے ہر فقیہہ جو آسمان کی بادشاہی کا شاگرد بنا ہے اس گھر کے مالک کی مانند ہے جو اپنے خزانہ میں سے نئی اور پرانی چیزیں نکالتا ہے۔"

اس میں ایک امتیازی نشان کا پتہ دیا گیا ہے کہ مسیح کے شاگرد نئے اور پرانے علوم سے واقف ہوں گے۔ گویا وہ علوم ان کے اپنے گھر کے خزانہ میں موجود ہوں گے۔

الغرض حضرت مسیح نے اپنی آمد ثانی کو ایک کسان سے تشبیہہ دے کر اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ صداقت و روحانیت کے پودے آہستہ آہستہ بڑھیں گے۔ ہاں ان کے ساتھ بڑے بیج بھی اُگیں گے۔ لیکن ان کو اکھاڑ کر باہر پھینک دیا جائے گا۔ صداقت و روحانیت ترقی کرے گی اور بڑھے گی کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ متلاشیان حق ایک خزانہ سمجھ کر اسے پائیں گے۔ لیکن دشمن کے لئے سوائے رونے اور دانت پیسنے کے اور کچھ نہ ہوگا۔ وہ مبارک زمانہ انبیاء کا مطلوب و مرغوب زمانہ ہوگا۔ جس کے دیکھنے کی اپنے اپنے زمانہ میں انہیں خواہش رہی۔ اس بابرکت زمانہ کو پانے والے عارف اور علوم روحانیت سے معمور ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس زمانہ کو پایا اور پھر مبارک ہیں وہ جنہوں نے خدا کے صادق مسیح کا ساتھ دیا اور انجیل ابدی یعنی قرآن مجید کی دنیا میں منادی کی۔

تحصیل جامپور کے سیلاب زدہ علاقہ میں
جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخان کی پہلی امدادی پارٹی کی روانگی

اس وقت تحصیل جامپور کا تمام زیریں علاقہ سیلاب کی زد میں آچکا ہے۔ گو پیچھے سے پانی کا زور گھٹ چکا ہے لیکن شیرو بند کے چوڑے شگاف سے برابر پانی اپنی روانی قائم رکھے ہوئے ہے۔ اس وقت قریباً ۱۸ مواضعات کی صورت حال نہایت ابتر ہو چکی ہے۔

ضلع کے تمام افسران اعلیٰ جامپور پہنچ کر سیلاب زدگان کی امداد میں مصروف عمل ہیں۔ حالات کی نزاکت کے پیش نظر فوج کے دو دستے بھی پہنچ چکے ہیں۔ راقم الحروف نے سیلاب زدہ علاقہ کا جزوی طور پر دورہ کر کے بچشم خود حالات دیکھے۔ جگہ بجگہ سڑک کے خشک حصوں۔ ٹیلوں۔ نہر اور راجباہوں کی پٹڑیوں پر مصیبت زدہ لوگ نہایت بے سروسامانی کی حالت میں عورتوں۔ بچوں اور مویشیوں سمیت ڈیرے ڈالے پڑے ہیں۔ ان کی فوری ضرورت مویشیوں کے لئے چارہ اور ان کے لئے روٹی ہے۔

خاکسار نے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں جو ان دنوں مصیبت زدگان کی امداد کے سلسلہ میں جامپور میں مقیم ہیں اپنے چشم دید حالات و تاثرات بیان کرنے کے ساتھ جماعت کی خدمات بھی پیش کیں۔ صاحب موصوف نے نہایت خندہ پیشانی سے قبول فرماتے ہوئے فوراً ہمیں ایک غذائی کیمپ کا چارج لے لینے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آج مورخہ ۲۷ کو میاں نیر محمد صاحب نائب امیر کی زیر قیادت پہلی پارٹی جو آٹھ خدام پر مشتمل ہے روانہ کر دی گئی ہے۔

ہماری دوسری پارٹی جو بارہ افراد پر مشتمل ہے پانی میں گھرے ہوئے لوگوں کو بذریعہ کشتی نکالنے کے لئے عنقریب روانہ ہونے والی ہے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان سب کارکنان کا حامی و ناصر ہو اور انہیں خدمت خلق کی بے لوث خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ (عبد الرحمٰن مبشر امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع ڈیرہ غازیخان)

متقیوں کی علامات

۱۔ ایمان بالغیب۔
۲۔ قیام نماز۔
۳۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اموال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرنا۔
۴۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضورؐ سے پہلے انبیاء پر اُترے ہوئے کلام الٰہی پر ایمان لانا۔
۵۔ آئندہ ہونے والی موعود باتوں پر یقین رکھنا (پارہ اول رکوع اول)

آپ نے تحریک جدید کے مالی جہاد میں اپنا وعدہ پیش کر کے ان تمام علامات کو اپنانے کی کوشش فرمائی کیونکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تحریک جدید کی تعریف میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"تحریک جدید دراصل اسلام کے احیاء کا نام ہے۔ جدید وہ صرف ان معنوں میں ہے کہ دنیا اس سے ناواقف ہو گئی تھی ورنہ درحقیقت وہ تحریک قدیم ہی ہے۔"

پس اب اس امر کی ضرورت ہے کہ آپ نے اس عظیم الشان تحریک کے لئے جس مالی قربانی کا وعدہ فرمایا تھا اسے جلد از جلد ادا فرما کر تقویٰ کی جملہ علامات کے صحیح مظہر بن جائیں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

قربانی کا مطالبہ

"تم نے جس شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر یہ اقرار کیا ہے کہ تم اپنی جانیں اور اپنے مال اور اپنی وجاہت سب کچھ اس پر قربان کر دو گے وہ تم سے قربانی کا مطالبہ کرتا ہے اور تمہارے مال تم سے مانگتا ہے۔ تمہارا فرض ہے تم آگے بڑھو اور اپنے عہد کو پورا کرو۔"

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں ہمارا یہ عزم ہونا چاہیئے کہ اگر ہم پہلے چندہ تحریک جدید ادا نہیں کر سکے تو اگست کے پہلے عشرہ میں ضرور ادا کر دیں گے۔ (مہتمم تحریک جدید خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

عشرہ تحریک جدید کیونکر منایا جائے

مکرم مہتمم صاحب تحریک جدید خدام الاحمدیہ کی طرف سے ۲۵ رجولائی ۵۸ء کے الفضل میں عشرہ تحریک جدید منانے کا اعلان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کو صحیح معنوں میں خدمت کی توفیق بخشے اور ان کی مساعی میں خیر و برکت ڈالے اس موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات فرمودہ ، ر ستمبر ۱۹۵۰ء مستحضر رہیں تو انشاء اللہ کامیابی زیادہ ہوگی حضور فرماتے ہیں:-

"پچھلا ہفتہ تحریک جدید کا ہفتہ تھا اتوار کے دن ساری احمدی جماعتوں یا اکثر جماعتوں نے اپنی اپنی جگہ جلسے کئے اور تحریک جدید کے مختلف مقاصد کے متعلق لیکچر دیئے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان جلسوں سے وہ عقدہ حل ہو گیا جس کے حل کی فکر میں ہم تھے۔ اور جنہوں نے غفلت اور سستی اور لاپرواہی کی وجہ سے چندہ کی ادائیگی کی کوشش نہیں کی تھی یا انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی تھی کیا انہوں نے چندے ادا کر دئے اور ہمارے کام کی مشکلات دور ہو گئیں؟ اگر تو ان جلسوں سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ جماعت کے ان لوگوں نے جنہوں نے ابھی تک وعدے ادا نہیں کئے تھے انہوں نے وعدے ادا کر دئے ہیں۔ تب یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ جماعت کے اندر ہوشیاری اور بیداری پیدا ہو گئی ہے"

ہمیں امید ہے کہ امسال نوجوانان جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ توقعات انشاء اللہ پوری کر دکھائیں گے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

انیس سالہ تاریخی کتاب

تحریک جدید کی تاریخی انیس سالہ کتاب کے ہر جماعت میں تین حصوں پر احباب کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ ۔۔۔ پہلا درجہ ان کا ہے جو پہلے سال سے لے کر انیسویں سال تک ہر سال اضافہ کرتے رہے ہیں۔

دوسرا نمبر ان کا ہے۔ جو پہلے تین سال تک اضافہ کرنے کے بعد چوتھے سال میں پہلے سال کے برابر دے کر دسویں سال تک متواتر اضافہ کرتے رہے اور پھر گیارھویں سال میں نویں سال کے برابر دے کر انیسویں سال تک اضافہ کیا ہے یا گیارھویں سال میں نویں سال کے برابر اور بارھویں میں آٹھویں سال کے برابر دینا شروع کیا ہے۔ حتیٰ کہ انیسویں سال کے برابر دے دیا۔ یہ ہے دوسرا درجہ۔

تیسرا درجہ وہ ہے جو پہلے اور دوسرے درجہ کے مطابق نہ ادا کر سکے۔ گو وہ پہلے سالوں میں بہت شاندار اضافہ سے دے رہے تھے۔ لیکن آخری سالوں میں آکر سخت مجبور ہو گئے اور پھر اتنا کم کرنا پڑا کہ صرف پانچ روپیہ کی شرط کو پورا نہ کر سکے۔ پس یہ تیسرا درجہ ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک ارشاد کا مفہوم شائع کیا گیا ہے کہ اگر کوئی صاحب مثلاً ہر سال اضافہ کرتے آرہے ہوں۔ اور آخری سالوں میں ان کا بقایا زیادہ ہو گیا ہو اور وہ اپنے وعدہ میں کمی کر کے بھی نہ دینا چاہتے ہوں۔ بلکہ پورا دینا چاہتے ہوں ایسے احباب کو چاہیئے کہ جو قسط آسانی سے دے سکیں۔ وہ ماہوار دیتے جائیں جب اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرما دے۔ اس وقت ادا کردہ قسطیں کاٹ کر بقیہ جو ہو وہ یکمشت دے دیں تا ایسے احباب کا نام بھی اس تاریخی کتاب میں آجائے

برکت علی (ریٹائرڈ)

(وکیل المال تحریک جدید)

کوئٹہ میں زرعی تربیت اور غذائی پیداوار کی کانفرنس کا افتتاح

مغربی پاکستان میں فی ایکڑ پیداوار کم ہو رہی ہے

کوئٹہ یکم اگست۔ امریکی سفیر متعینہ پاکستان جیمز لینگلے نے کہا ہے کہ پاکستان جیسے نوزائیدہ ملک کی سب سے بڑی ذمہ داری ایسی رفتار سے کام کرنا ہے۔ جس سے معیار زندگی کو بہتر بنانے اور عوامی امنگوں کی تکمیل میں مدد ملے۔

مسٹر لینگلے نے یہ الفاظ کل کوئٹہ میں زرعی تربیت اور غذائی پیداوار کی کانفرنس کے افتتاح کے موقع پر کہے۔ اس کانفرنس کا اہتمام بین الاقوامی تعاون کے امریکی ادارے اور حکومت مغربی پاکستان نے مشترکہ طور پر کیا ہے۔ صوبائی محکمہ زراعت کے ڈپٹی ڈائریکٹر ڈاکٹر عبدالعزیز نے کانفرنس کی صدارت کی۔ اس میں زراعت دیہی ترقیات اور پرورش حیوانات کے محکموں کے ڈیڑھ سو مندوب شریک ہیں۔

ڈاکٹر عبدالعزیز نے اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ کاشتکاروں کی تربیت کے لئے ملک میں ایک مضبوط زرعی توسیعی سروس قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ غذائی قلت کے مسئلہ پر سیر حاصل تبصرہ حاصل کرتے ہوئے آپ نے کہا قابل کاشت بنجر زمین کی آبپاشی کے لئے پانی کے انتظام اور موجودہ فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافے کے ذریعے یہ مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے۔

غیر غذائی فصلوں کی جگہ غذائی اجناس کاشت کرنے کے سوال کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اس وقت مجموعی قابل کاشت رقبے کے ۷۰ر۵ فی صد پر غذائی اجناس ہی کاشت ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر عبدالعزیز نے مزید بتایا کہ مغربی پاکستان میں فی ایکڑ پیداوار گذشتہ چند سال میں سیلابوں، بعض کی طرف سے نہری پانی کی فراہمی میں بے قاعدگیوں سیم اور تھور کے باعث کم ہو گئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے محکمہ زراعت کی ان کوششوں پر روشنی ڈالی جو وہ غذائی پیداوار میں اضافے کے لئے کر رہا ہے۔

آپ نے بتایا کہ سابق پنجاب کے علاقے میں غذائی فصلوں کو باقاعدگی کے ساتھ پانی پہنچانے کے لئے اڑتالیس ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں۔ اور اب کام کا دائرہ صوبے کے دوسرے علاقوں تک وسیع کیا جا رہا ہے۔ تمام مغربی پاکستان میں سات زرعی ورکشاپیں بھی قائم کی گئی ہیں۔

موجودہ مالی سال میں ایک ہزار کنویں لگانے کی بھی تجویز ہے۔ جن کے لئے پچاس فیصد سرمایہ امداد کے طور پر دیا جائیگا اگلے سال چاول پیدا کرنے والے جن علاقوں میں کافی پانی مہیا نہیں ہو سکے گا۔ وہاں بھی تین ہزار ٹن کیمیاوی کھاد تقسیم کی گئی ہے اور اگلے سال مزید سوا لاکھ ٹن کھاد تقسیم کی جائے گی۔

مشرقی پاکستان میں خشک سالی

کراچی ۳۱ر جولائی۔ وزارت خوراک کے اعلیٰ افسر مسٹر خلیل اللہ ہفتے کے دن کراچی سے ڈھاکہ پہنچ جائیں گے۔ وہ نائب کمشنر زراعت مشرقی پاکستان مسٹر مشتاق احمد کے ہمراہ شمالی اضلاع کا دورہ کریں گے اور معلوم کریں گے کہ انہیں خشک سالی کی وجہ سے کتنا نقصان پہنچا ہے۔ یاد رہے مشرقی پاکستان کے کئی لیڈر مرکزی حکومت کو توجہ دلا چکے ہیں کہ رنگ پور، دیناج پور پبنہ اور بوگرا کے اضلاع کی فصلوں کو خشک سالی کی وجہ سے سخت نقصان پہنچا ہے ان لیڈروں نے مرکزی حکومت سے درخواست کی ہے کہ آبپاشی کے تالابوں کو گہرا کیا جائے تاکہ ان میں زیادہ پانی جمع ہو سکے۔

سربراہوں کی کانفرنس میں پاکستان کی نمائندگی

لندن یکم اگست لارڈ اٹیلی سابق وزیر اعظم برطانیہ نے دار الامراء میں امور خارجہ کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ اگر سربراہوں کی کانفرنس میں دوسروں کو دعوت دی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان کو دعوت نہ ملے مسٹر اٹیلی نے کہا مشرق وسطیٰ سے پاکستان کو بھی ویسی ہی دلچسپی ہے جیسی کہ دوسرے ملکوں کو ہو سکتی ہے

لیڈر

(بقیہ صفحہ ۲)

ذمہ داری کا قاعدہ ایسی صحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اس سے بہتر صورت ممکن نہیں۔ یہ دونوں متن جو الہام الٰہی کے ابتدائی دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے اس اصول کی بنیاد و اساس ہیں۔ جس کو معاشرہ انسانی نے صدیوں کی جنگ و پیکار اور نفرت و خونریزی کے بعد اختیار کیا ہے۔ اور یہ انسان کے اہم ترین بنیادی حقوق میں سے ہے لیکن ہمارے علماء و محققین اسلام کو جنگجوؤں سے کبھی علیحدہ نہیں کریں گے"

(تحقیقاتی رپورٹ اردو ص ۲۳۹)

افسوس کہ ہمارے پاکستان میں ابھی تک بعض ذہن جھنپٹے میں ملفوف ہیں اور زیادہ افسوس یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کا یہ فرض تھا کہ وہ اسلام کا یہ عظیم الشان اصول ساری دنیا کے سامنے قولاً اور فعلاً رکھیں۔ وہی لوگ تعصب کی پٹیاں آنکھوں پر باندھ کر اسلام کے اس درخشاں اصول کی نہ صرف نفی کر رہے ہیں۔ بلکہ اپنی نابینائی پر اظہار فخر کرتے ہیں۔ اور ہماری حکومت اس کی طرف بالکل توجہ نہیں دے رہی۔ چنانچہ مودودی صاحب کی جماعت نے جو انتخابی منشور شائع کیا ہے۔ اس میں ایک اصلاحی شق یہ بھی رکھی ہے کہ جماعت اسلامی برسر اقتدار آ کر

جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے گی۔

یہ شق نہ صرف پاکستان کے دستور کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ اور نہ صرف یو این او کی انسانی حقوق کی کمیشن کے منافی ہے۔ بلکہ قرآن کریم کی تعلیمات اور سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی کھلی کھلی توہین ہے۔ اور ہم حیران ہیں کہ حکومت نے اس کا ابھی تک نوٹس کیوں نہیں لیا۔ اس شق کا مطلب یہ ہے کہ مودودی صاحب کی جماعت اس سرزمین میں ۱۹۵۳ء والے فسادات کا پھر آغاز کرنا چاہتی ہے اور جو فتنہ بیٹھ گیا ہوا ہے۔ اس کو از سر نو جگانا چاہتی ہے

دراصل یہی ذہنیت ہے جو اس ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کی بنیاد ہے۔ اور اگر حکومت نے اس ذہنیت کو سر آغاز ہی میں نہ کچل دیا تو اس کو یقین رکھنا چاہیئے کہ فرقہ وارانہ کشمکش کو مٹانے کے لئے وہ جو بھی سعی کرے گی وہ رائیگاں جائے گی۔ کیونکہ کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس مقصد کے مخالف ایک ذرہ سا بھی سوراخ باقی رہنے دیا جائے فساد

فی الارض فساداً فی الارض

ہے۔ خواہ وہ شیعوں کے خلاف ہو یا سنیوں کے خلاف۔ وہابیوں کے خلاف ہو یا دیوبندیوں کے خلاف۔ اہل قرآن کے خلاف ہو یا بریلویوں کے خلاف اور خواہ احمدیوں کے خلاف ہو۔

انتخابی منشور میں اس کو رکھنے کی غرض ہی یہ ہے۔ کہ انتخابات میں اس بنیاد پر شورش برپا کی جائے۔ اور ملک کے طول و عرض میں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑکائی جائے۔

اس فتنہ کا مؤثر ترین اور اساسی علاج یہ ہے کہ آئندہ انتخابات میں صالحیت و غیر صالحیت۔ اسلام اور غیر اسلام سنیعہ اور غیر شیعہ۔ بریلوی اور غیر بریلوی احمدی اور غیر احمدی وغیرہ ایسی بنیادوں پر نعرہ بازی سختی سے ممنوع قرار دی جائے اور جو فریق اس کی خلاف ورزی کرے اس کو کم از کم یہ سزا دی جائے کہ اسے انتخابات میں حصہ لینے سے روک دیا جائے اور اس بناء پر ان کا انتخاب ناجائز قرار دیا جائے۔

ہم حکومت کو یہ مشورہ اس لئے دے رہے ہیں کہ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ اس ملک میں فرقہ وارانہ فسادات بالکل ختم ہو جائیں اور ملک کی فضا فی الحقیقت نہایت پر امن ہو جائے۔ اسی لئے ہم حکومت کے ارباب نظم و نسق کی توجہ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کی طرف دلاتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اس فتنہ کو ابھرنے سے پہلے ہی دبا دے گی۔ تحقیقاتی عدالت کے مندرجہ ذیل الفاظ ہماری رہنمائی کر سکتے ہیں:۔

"ہمارا خیال ہے کہ یہ مطالبات بغیر کسی مذہبی احتیاط کے بغیر امن عامہ کو خطرے میں ڈالے اور بغیر حسیات عامہ کو صدمہ پہنچائے مسترد کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک قانون و انتظام کی صورت حالات کے مقاصد کے لئے ان کا جواب دینا بالکل ضروری نہ تھا وہ صورت حالات تو ایک سادہ حکم امتناعی کے نفاذ ہی سے بہت بہتر ہو گئی تھی (گو وہ حکم ص

(بہت ناکافی تھا) لیکن جب جولائی ۱۹۵۲ء کے بعد احرار اور علماء کے ہر قول و فعل کی طرف سے کامل بے پروائی کا رویہ اختیار کر لیا گیا تو وہ صورت حالات پھر بگڑتی چلی گئی بلکہ اس کے برعکس چیف منسٹر کی ان تقریروں کی وجہ سے یہ بگاڑ اور بھی زیادہ ہو گیا۔ جن میں انہوں نے علی الاعلان یہ خیال ظاہر کیا کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں"

حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ اور تدفین

(بقیہ صفحہ اول)

روانہ ہو کر رات کو ساڑھے دس بجے ربوہ تشریف لے آئے۔ قافلے کے آرام اور سہولت کے پیش نظر بعض مستعد نوجوانوں کو پہلے ہی ربوہ سے خوشاب روانہ کر دیا گیا تھا تاکہ وہ بذریعہ فون وہاں قافلے کے پہنچنے کی اطلاع بھی ربوہ بھجوا سکیں۔

نماز جنازہ اور تدفین

صبح چھ بجے تک مستورات کو حضرت سیدہ مرحومہ کی زیارت کا موقع دیا گیا چنانچہ مستورات نے ہزاروں کی تعداد میں حاضر ہو کر زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ساڑھے چھ بجے صبح حضور حضرت سیدہ مرحومہ کے مکان کے بیرونی صحن میں جہاں جنازہ رکھا ہوا تھا تشریف لے آئے پونے سات بجے حضرت سیدہ مرحومہ کے مکان سے جنازہ باہر لایا گیا۔ جبکہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نونہالوں نے اسے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ باہر لا کر تابوت ایک چارپائی پر رکھ دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ دو لمبے بانس باندھ دیئے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ احباب بآسانی کندھا دینے کی سعادت حاصل کر سکیں۔ اس موقع پر بزرگان سلسلہ اور ناظر و وکلاء صاحبان کے علاوہ دور و نزدیک کی بڑی بڑی احمدی جماعتوں کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ یہاں سے جنازہ جو ایک تابوت میں رکھا ہوا تھا مسجد مبارک کے احاطہ سے باہر لایا گیا۔ باہر سوگوار عورتوں اور مردوں کا ایک جم غفیر موجود تھا۔ احباب ایک نظام کے ماتحت باری باری کندھا دینے کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ سات بجے جنازہ مقبرہ بہشتی کے میدان میں پہنچ گیا۔ اور احباب نماز جنازہ کے لئے صفوں میں کھڑے ہو گئے۔ سوا سات بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بذریعہ کار تشریف لائے اور حضور نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں شریک ہونے والے احباب نو لمبی صفوں پر مشتمل تھے جن میں سے ہر صف میں کم و بیش پانچ سو افراد تھے۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد جنازہ کو حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا کے مزار مبارک والی چار دیواری میں لایا گیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ کے میدان سے لے کر چار دیواری تک مسلسل جنازہ کو کندھا دیا۔ اور اس طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد نے بھی۔ افراد خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے علاوہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر و وکلاء، افسران صیغہ جات۔ بیرونی مبلغین علمائے سلسلہ بیرونی جماعتوں کے نمائندگان اور غیر ملکی طلباء کو چار دیواری کے اندر جانے کا موقع دیا گیا۔ پونے آٹھ بجے تابوت کو قبر میں اتارا گیا۔ تابوت کو قبر میں اتارنے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت سیدہ مرحومہ کے ساتوں فرزندان کے علاوہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفہ صلاح الدین صاحب اور سید میر داؤد احمد صاحب نے حصہ لیا۔

تدفین مکمل ہونے تک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ وہیں کرسی پر تشریف فرما رہے تابوت پر چھت پڑنے کے بعد آٹھ بجکر پانچ منٹ پر حضور ایدہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے مٹی ڈالی اور حضور کی اتباع میں باقی احباب نے بھی مٹی ڈالنے میں حصہ لیا۔ قبر تیار ہونے پر سوا آٹھ بجے حضور نے مسنون طریق پر دعا کرائی جس میں تمام احباب شریک ہوئے اور اس طرح حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ مرحومہ مغفورہ کو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے مزار کے قرب میں جانب غرب سپرد خاک کر دیا گیا۔

اس کے بعد حضور نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک پر بھی دعا فرمائی اور پھر بذریعہ کار واپس تشریف لے آئے۔

جنازہ میں شمولیت کرنے والے احباب

جنازہ میں شرکت کرنے والے احباب کا اندازہ چار پانچ ہزار کے قریب ہے جو مغربی پاکستان کے ہر علاقے اور گوشے سے آئے ہوئے تھے۔ حضرت سیدہ مرحومہؓ کی وفات کے معاً بعد ایکسپریس تاروں اور ٹیلیفون کے ذریعہ جماعتہائے احمدیہ کے امراء صاحبان کو اس سانحہ کی اطلاع کر دی گئی تھی۔ نیز ریڈیو پاکستان کے ذریعہ بھی وفات کی خبر نشر کرنے کا اہتمام کر دیا گیا تھا۔ تاکہ جلد سے جلد احباب جماعت کو اطلاع ہو سکے۔ چنانچہ ۳۱ جولائی بروز جمعرات کی دوپہر سے ہی مختلف شہروں سے احباب جماعت ربوہ پہنچنے شروع ہو گئے تھے۔ اور مورخہ یکم اگست کی صبح تک ہزاروں کی تعداد میں احمدی مرد و زن ربوہ پہنچ چکے تھے۔ اور مغربی پاکستان کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک کی جماعتوں کے نمائندے موجود تھے۔ ان میں سے بعض تو ہوائی جہازوں کے ذریعہ ربوہ پہنچے تھے۔ تاکہ نماز جنازہ میں شرکت کر سکیں۔ نماز جنازہ اور تدفین میں شامل ہونے والوں میں وہ غیر ملکی طلبہ بھی تھے جو دنیا کے مختلف حصوں سے دین سیکھنے اور خدمت دین میں اپنی زندگی بسر کرنے ربوہ آئے ہوئے ہیں۔

دیگر کوائف

حضرت سیدہ ام ناصر مرحومہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت مخلص اور بزرگ صحابی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم کو حضور علیہ السلام کے ۳۱۳ اصحاب کبار میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ حضور علیہ السلام نے ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کے ایمان و اخلاص اور قربانی و ایثار کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو تعریفی کلمات سے نوازا ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم لاہور کے ایک مشہور و معروف علم دوست خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو رؤسائے لاہور میں شمار ہوتا تھا۔

حضرت ام ناصر احمد صاحبہ مرحومہؓ بڑی متقی، نیک، سلسلہ کا درد رکھنے والی اور سلیقہ شعار خاتون تھیں۔ بلند اخلاق، شفقت اور ہمدردی کا پیکر تھیں۔ ایک لمبے عرصہ تک لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی صدر رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بالکل نوعمری کے زمانہ میں ہی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وابستہ کر دیا اور حضور علیہ السلام کی خدمت کرنے کی سعادت بخشی۔ چنانچہ آپ حضورؑ کی گھریلو زندگی کے متعلق قیمتی روایات سنایا کرتی تھیں۔ جماعت کی مستورات کے ساتھ آپ بڑی شفقت و ہمدردی کا سلوک فرماتیں۔ یہی وجہ ہے کہ جنازہ پر مقامی اور بیرونی جماعتوں سے مستورات بھی کثرت سے آئی ہوئی تھیں۔ اور آپ کی جدائی کے صدمہ کو غیر معمولی طور پر محسوس کر رہی تھیں۔

حضرت سیدہ مرحومہؓ کے بھائیوں میں سے مکرم خلیفہ علیم الدین صاحب اور مکرم خلیفہ صلاح الدین صاحب پہلے سے ربوہ میں موجود تھے۔ آپ کے دوسرے بھائی ڈاکٹر کرنل تقی الدین احمد صاحب اور ہمشیرہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ خان بہادر خلیفہ اسداللہ صاحب مرحوم) کراچی میں تھے۔ وہ دونوں بذریعہ طیارہ کراچی سے ۳۱ جولائی کو روانہ ہو کر ساڑھے دس بجے ربوہ پہنچ گئے تھے

انتظامات

کل صبح حضرت سیدہ مرحومہ کی وفات کی اطلاع ملتے ہی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی امیر مقامی کی زیر نگرانی بیرونی جماعتوں کو وفات کی اطلاع دینے، نماز جنازہ اور تدفین اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور قافلہ کی سہولت و آرام کے انتظامات کا کام سرگرمی کے ساتھ شروع ہو گیا۔ اس سلسلہ میں حضرت میاں صاحب ممدوح کے ساتھ محترم مرزا عزیز احمد صاحب، مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر اور دیگر ناظر صاحبان بھی بہت مصروف رہے۔ مکرم میر داؤد احمد صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور مکرم مولوی محمد صدیق صاحب صدر عمومی ربوہ نے بھی اپنے معاونین کے ہمراہ انتظامات کی تکمیل میں خاص طور پر حصہ لیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مقامی احباب کو لاؤڈ سپیکر کے ذریعے قافلہ کی روانگی، ربوہ پہنچنے اور نماز جنازہ کے وقت سے مسلسل اطلاع دیجاتی رہی +

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴